علمِ تصریف آیات۔ تعارفی مطالعہ

ہاجرہ مریم*

The Quranic pattern of expounding religious believes is to replicate its verses in different manners. The Quran asserts its standpoints at different places by repeating its verses with minor changes. Sometimes Quranic verses comprises on the same words but order of sentence is changed. Sometimes the Quran explains its principles by giving same examples with entirely new diction. After going through the Quran, its verses can be classified in three main categories keeping in view the Quranic methodology of replication; complete textual replication, Minor textual replication and Conotational replication. The Quranic miraculous language reveals its meaningfulness is different marvelous ways. One of the Quranic unmatchable ways to emphasize and affirm its teachings is to replicate its verses in an attractive and appealing style. The article gives handsome information on this Quranic method to impart its commandments. The literal and terminological meanings of the Arabic word "tasref" has been discussed in this article and introductory information has been produced to this Quranic method.

یہ ایک حقیقتِ نفسِ امری ہے کہ قرآن حکیم انسانی زندگی کے لیے مکمل کتابِ ہدایت ہے۔ یہ اللہ سبحانہ کی وہ آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ آج دنیا میں دوسری تمام الہامی کتابیں یا تو ناپید ہو چکی ہیں یا ان میں بہت سی تحریف واقع ہو چکی ہوئی ہے۔ اس لیے ان کے بارے میں اللہ کا کلام (word of God) ہونے کا دعویٰ درست نہیں ہو سکتا۔ صرف قرآن مجید ہی اللہ کی واحد کتاب ہے جو اپنی اصل حالت میں ہمارے درمیان موجود ہے۔

قرآن جوکہ اللہ کا کلام ہے ، اس کے معجزہ ہونے کے کئی پہلو ہیں مثلاً یہ محفوظ کلام ہے۔ اس کا اعجازی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کامل ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اس میں ہدایات موجود ہیں۔ انسانی زندگی کو معاشرے میں عقائد، عبادات، معاشرت، اخلاقیات اور معاملات کے متعلق وہ مکمل رہنمائی دی گئی ہے جس کی دنیا میں رہتے ہوئے ضرورت پڑ سکتی ہے۔ قرآن کا اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی معجزہ ہونا ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن اپنے مخالفین کو چیلنج کرتا ہے اگر وہ اسے کلام ربانی نہیں سمجھتے تو اس جیسا کوئی اور کلام لے آئیں، خواہ دس سورتیں بلکہ ایک ہی سورۃ لے آئیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت واقعہ ہے کہ آج تک قرآن کے اس چیلنج کا جواب نہیں دیا جا سکا اور انشاءاللہ قیامت تک اس کی نظیر لانے سے مخلوق قاصر رہے گی۔

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

قرآن کے الفاظ کی فصاحت، اس کے معانی کی بلاغت، اس کا اندازِ بیان اور اس کی اثر انگیزی سب معجزہ ہیں- اس میں عربوں کے مزاج کے مطابق خطیبانہ انداز پایا جاتا ہے اور لوگوں کے فہم کے قریب تر اسالیب بیان اختیار کئے گئے ہیں-ا س میں کہیں اجمال و اختصار ہے تو کہیں تفصیل و اطناب- کہیں اشارہ و کنایہ ہے تو کہیں تشبیہ و استعارہ- کہیں مثالوں سے کوئی بات سمجھائی گئی ہے تو کہیں قصص اور گذشتہ قوموں کے واقعات سے عبرت دلائی گئی ہے- اسی طرح قرآن مجید میں تصریف آیات کا بھی اسلوب موجود ہے جسے مختلف مقامات پر استعمال کیاگیا ہے-

تصریف کے لغوی معنی :

کتب لغت کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تصریف" کا مادہ "ص ر ف " ہے اوریہ باب تفعیل سے مصدر ہے - اس باب کی یہ خاصیت ہے کہ اس میں کثرت، مبالغہ اور اہتمام پایا جاتا ہے- تصریف کے لغوی معنی "بار بار پھیرنے" کے ہیں اور مجازی یا اصطلاحی معنی "واضح کرنے" اور"تبیین" کے ہیں- قرآن میں اس کے استعمالات اور اسالیب سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے-

قرآنی لغت کے مشہور امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب "المفردات فی غریب القرآن" میں تصریف کے معنی درج ذیل بیان کیے ہیں:

"ردالشئی من حالة الی حالة، اوابدلہ بغیرہ--- التصریف کالصرف الافی التکثیر، واکثر مایقال فی صرف الشئی من حالة الی حالة، و من امر الی امر-" (1)

"کسی چیز کو اس کی حالت سے دوسری حالت میں پھیر دینا، یا اسے کسی اور شے سے بدل دینا--- تصریف کے معنی بھی وہی ہیں جو 'صرف' کے ہیں- البتہ تصریف میں 'صرف' سے زیادہ کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اس میں کسی چیز یا کام کا بہت زیادہ ایک حالت سے دوسری حالت میں پھرنا مراد ہے-"

پھر امام صاحب مزید لغوی اور معنوی تشریح میں لکھتے ہیں :

"تصریف الریاح؛ ھو صرفھا من حال الی حال قال تعالیٰ، وصرفنا الایات-"(الاحقاف،۲۷)-(2)

"تصریف ریاح سے مراد ہے ہواؤں کو ایک حالت سے دوسری حالت میں پھیر دینا- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے-" (الاحقاف: 27)

مشہور امام لغت ابن منظور افریقی اپنی کتاب ’لسان العرب‘ میں تحریر کرتے ہیں:

"الصرف: ردالشئی عن وجہہ۔۔ تصریف الریاح: صرفھا من جھۃ الی جحۃ۔۔ وصرفنا الایات: ای بیناھا۔" (3)

"لفظ 'صرف' کے معنی ہیں کسی چیز کا رخ پھیر دینا۔۔ تصریف الریاح کا مطلب ہے ہواؤں کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دینا۔۔ اور صرفنا الآیات کے معنی ہیں: ہم نے آیتوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔"

امام رازی جو کہ مشہور مفسر ہیں ، تصریف کی لغوی بحث کرتے ہوئے اپنی تفسیر 'مفاتیح الغیب' میں رقم طراز ہیں:

"التصریف فی اللغۃ عبارۃ عن صرف الشئی من جھۃ الی جھۃ، نحو تصریف الریاح و تصریف الامور، ھذا ھو الاصل فی اللغۃ، ثم جعل لفظ التصریف کنایۃ عن التبیین۔" (4)

"لغت میں تصریف کے معنی ہیں: کسی چیز کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دینا۔ جیسے ہواؤں کو پھیرنا یا معاملات اور کاموں کو پھیر دینا۔ یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔ پھر کنائے کے طور پر تصریف کو تبیین کے مضمون میں لیا جانے لگا جس کے معنی ہیں کسی چیز یا بات کو کھول کر بیان کرنا۔ "

مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں واضح ہوا کہ تصریف کے لغوی معنی کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دینے کے ہیں۔ یا کسی بات کو پھیر پھیر کر مختلف طریقوں سے بیان کرنا ہے تاکہ وہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔ گویا تصریف کے لغوی مفہوم "پھیرنا " اور "بدلنے" کے ہیں اور اس کا مجازی استعمال 'بیان کرنا' اور"واضح کرنا" ہے۔ قرآن حکیم کے اعتبار سے تصریفِ آیات لفظاً اور معناً دونوں معنوں پر مشتمل ہے۔

تصریف کے اصطلاحی معنی:

علوم القرآن کی اصطلاح 'تصریف ' کے بارے میں اہل علم کی د رج ذیل آراءہیں:

امام باقلانی نے کلام میں 'تصریف' کو اس کے معنوی اعتبار سے لیا ہے اور اس کی یہ تعریف بیان کی ہے:

"واما التصریف فھو: تصریف الکلام فی المعانی کتصریف فی الدلالات المختلفۃ"(5)

"تصریف کسی کلام کو مختلف معنی میں پھیرنا ہے جس طرح مختلف دلالات میں پھیرا جاتا ہے۔"

امام موصوف کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تصریف کو جب اس کے معنی و مراد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس میں کسی

کلام کے مضمون کو پھیر پھیر کر بیان کیا جاتا ہے جیساکہ ایک ہی مضمون کے کئی مختلف مفاہیم و مطالب مراد لیے جاتے ہیں۔

السلجماسی نے تصریف کی تعریف یوں کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ان التصریف مقول وضعا بمعنی التغییر و بیان نسبة النقل من جمہوری الاستعمال بین بحیث تخطیہ الی الفاعل، فالفاعل ھو: اعادة اللفظ الواحد بنوع المادة فقط فی القولین، ببنائین مختلفی الصورتین مرتین فصاعداوبالجملة فھو لفظ یشتق من لفظ، وھذا النوع فی القول، اذا استعمل فی موضعہ ووقع منہ فی موقعہ رونق وحلاوة وروعة وطلاوة، وللنفس نحوہ ارتیاح واھتزاز، ولہ فیھا تاثیر بین واستفزاز اقتضی لہ ذلک المزیة علی التجنیس، والفضل فی الجنس علیہ، لاخذہ من المعنی بقسط، وضربہ فیہ بنصیب، وذلک واضح جِدًّا۔"(6)

"تصریف کا لفظ اصل وضع کے اعتبار سے تغییر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور فاعل کی طرف تجاوز کرنے کے اعتبار سے اس کا عام استعمال سے انتقال کی نسبت کو بیان کرنا واضح ہے۔ اور فاعل سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی لفظ کو صرف مادہ کی نوعیت سے دو جملوں میں ایک یا زیادہ دفعہ ایسے دو وزنوں کے ساتھ دہرانا جو شکل و صورت میں مختلف ہوں۔ بالاختصار وہ ایسا لفظ ہے جو کسی دوسرے لفظ سے مشتق ہو اور اس قسم کے جملہ کے لیے جب اسے اپنے محل میں استعمال کیا جائے اور وہ اپنے مقام میں واقع ہو تو اس کے لیے رونق، شیرینی، تاثیر اور تازگی پیدا ہو جو دلوں کے لیے باعثِ راحت و اطمینان ہو اور ہم جنس الفاظ کے اثرات سے بڑھ کر ہو۔ کیونکہ اسی صورت میں الفاظ کے معانی سے انصاف ہو سکتاہے اور مراد بھی واضح ہوتی ہے اور یہ کھلی حقیقت ہے۔ "

اس میں مصنف نے تصریف کی لغوی تشریح کے ساتھ ساتھ اس کے مختلف استعمالات کی وضاحت بھی کر دی ہے جس سے کلام میں وہ تاثیر اور تازگی پیداہو جاتی ہے جو متکلم کی مراد ہوتی ہے۔

محمد بن علی، شوکانی نے تصریف کے مختلف پہلوؤں اور زاویوں کی نشاندہی کرتے ہوئے یوں تعریف کی ہے۔

"والتصریف : المجی ءبھا علی جھات مختلفة ، تارة انذاز، وتارة اعذار، وتارة ترغیب، وتارة ترہیب۔" (7)

"تصریف سے مراد ہے مختلف انداز سے ایک اسلوب کے بعد دوسرا اسلوب اختیار کرنا۔ جیسے کبھی ڈرانے ، کبھی اتمامِ حجت ، کبھی ترغیب اور کبھی ترہیب کے لیے کسی مضمون کو کئی طریقوں سے بیان کرنا۔"

ابو حفص سراج الدین عمر نے 'اللباب فی علوم الکتاب ' میں تصریف کی یہ تعریف نقل کی ہے:

"التصریف کنایة عن التبیین: لان من حاول بیان شئ، فانہ یصرف کلامہ من نوع الی نوع آخر ، ومن مثال الی مثال آخر: لیکمل الایضاح، ویقوی البیان۔" (8)

"تصریف دراصل کنایہ ہے تبیین سے، کیونکہ جب کوئی شخص کسی چیز کو بدل کر بیان کرتا ہے اور اس کو ایک قسم سے دوسری قسم میں پھیرتا ہے۔ مختلف مثالیں دیتا ہے تا کہ وضاحت ہو اور بیان پختہ ہو۔ "

اس تعریف کو جامع قرار دیا جا سکتا ہے۔ ابو حفص عمر نے تصریف کے مرادی معنی بیان کرتے ہوئے تصریف کے کئی دوسرے پہلوؤں کی تفصیل بھی کر دی ہے اور اسے تبیین کا کنایہ قرار دیا ہے۔

اردو زبان میں لکھی گئی تفسیر میں بھی تصریف لغوی اور اصطلاحی معنوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی تفسیر "تدبر قرآن" میں صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں :

"تصریف کے معنی گردش دینے کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد کسی حقیقت کو مختلف اسلوبوں اور گوناگوں طریقوں سے پیش کرنا ہے۔ مثلاً توحید ہی کا مضمون قرآن میں اتنے مختلف اسلوبوں اور طریقوں سے بیان ہوا ہے کہ غبی آدمی بھی ، اگر ہٹ دھرم نہ ہو تو، اس کو ذہن نشین کر سکتا ہے۔ "(9)

اس میں مصنف نے تصریف کے لغوی معنی کے ساتھ اس کی یہ وضاحت پیش کی ہے کہ اس سے مراد کسی ایک مضمون کو کئی طریقوں اور اسلوبوں سے بیان کرنا ہوتا ہے تا کہ ہر قسم کے ذہنی سطح کے لوگ اسے بخوبی سمجھ سکیں۔

مذکورہ بالا تعریفات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ علمائے کرام میں سے کسی نے تصریف کے لغوی معنی پر زور دیاہے، کسی نے اس کے ساتھ اس کے اصطلاحی معنی بھی بیان کیے ہیں۔ بعض نے اس کے مجازی اور مرادی معنی بھی شامل کیے ہیں بعض نے اس کی وضاحت میں مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور اس کے بعض ذیلی اسالیب کی نشاندہی کی ہے جیسے ترغیب و ترہیب ، قصص اور امثال وغیرہ ۔

تصریفِ آیات ... اہلِ تفسیر کی نظر میں:

تصریفِ آیات جوکہ علومِ قرآن ہی کا ایک مبحث، ایک اصطلاح اور ایک قرآنی اسلوب ہے۔ اہلِ علم نے تصریف آیات کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اس کے مفہوم و مطلب کی وضاحت کی ہے۔

اس سلسلے میں چند حوالے ذیل میں دیئے جا رہے ہیں:

تفسیر طبری میں تصریف کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

"(وصرفنا الآیات) یقول: وعظنا هم بانواع العظات، وذکرنا هم بضروب من الذکروالحجج۔" (10)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے کا مطلب ہے ہم نے ان کو آیات میں مختلف قسم کی نصیحتیں کی ہیں اور ان کو ہر طرح کے دلائل اور سمجھانے کے طریقوں سے سمجھایا ہے۔ "

اسے سے یہ معلوم ہوا کہ امام المفسرین طبری کے نزدیک تصریف آیات کا مفہوم یہ ہے کہ کسی مضمون کو طرح طرح کے دلائل اور طریقوں سے بیان کیا جائے تا کہ اس کی تفہیم آسان ہو۔

تفسیر ثعلبی، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن میں بیان کیا گیا ہے:

"(وصرفنا الآیات) الحجج والبینات وانواع العبروالعظات۔" (11)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے۔ واضح دلائل، روشن نشانیوں، عبرتوں اور نصیحتوں کے ساتھ آیات کو لائے ہیں۔ "

گویا ثعلبی نے 'تصریف آیات' کی اصطلاح کو زیادہ وسیع معنوں میں لیا ہے اور اس کے اندر دلائل، احکام، عبرتیں اور نصیحتیں بھی شامل کر دی ہیں۔

امام رازی اپنی تفسیر "مفاتیخ الغیب" میں تصریف آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمراد من تصریف الآیات ایرادها علی الوجوه المختلفة المتکاثرة بحیث یکون کل واحد منها یقوی ماقبلہ فی الایصال الی المطلوب۔"(12)

"تصریف آیات سے مراد ہے آیتوں کو مختلف طریقوں اور اسلوبوں سے اس طرح بدل بدل کر لانا کہ ان میں سے ہر ایک آیت اپنے مقصد اور مفہوم کو واضح کرنے کے لیے دوسری آیت کے لیے تقویت کا سبب بنے۔"

اس طرح امام رازی نے قرآن کے مضامین کئی طریقوں اور اسالیب سے بیان کرنے کو تصریف آیات کا نام دیا ہے۔ انہوں نے تصریف آیات کی اصطلاح کو زیادہ واضح الفاظ میں بیان کیا ہے جس سے دوسری آیات کا مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

فتح القدیر میں امام شوکانی رقم طراز ہیں:

"(وصرفنا الآیات) ای بیننا الحجج ونوعناها۔" (13)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے کا مطلب ہے کہ ہم نے دلائل کو مختلف اقسام کے ساتھ آیات میں واضح کیا ہے-"
اس سے معلوم ہوا کہ امام شوکانی کی رائے میں تصریفِ آیات کی اصطلاح میں دلائل کے علاوہ مضامین کا تنوع بھی شامل ہوتا ہے- اور ایک لحاظ سے انہوں نے تنوع کو اس کا مترادف قرار دیا ہے-

صفوۃ التفاسیر میں اس اصطلاح کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:
"وصرفنا الآیات: ای وکررنا الحجج والدلالات والمواعظ، والبینات، او ضحناھا وبیناھا لھم-" (14)

"اورہم نے تصریف آیات کی ہے، سے مراد یہ ہے کہ ہم نے دلائل و براہین، مواعظ اور روشن نشانیوں کے ساتھ آیتوں کو بار بار بیان کر کے واضح کیاہے-"

چنانچہ محمد علی صابونی نے تصریفِ آیات کی وضاحت میں بہت سے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جس میں قرآن مجید کے دلائل، مواعظ اور احکامات بھی شامل ہیں-

تفسیر ایسر التفاسیر للجزائری میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:
"وصرفنا الآیات: ای کررنا الحجج وضربنا الامثال ونوعنا الاسالیب-" (15)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مختلف دلائل ، مثالوں اور اسالیب سے آیتوں کو بار بار بیان کیا ہے-"

امام جزائری نے تصریفِ آیات کے مشمولات میں امثال اور اسالیب کو بھی شامل کر لیا ہے-
تفسیر سمعانی میں مصنف السمعانی ابو المظفر نے تصریف آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا:
"(ولقد صرفنا فی ھذا القرآن) فیہ قولان: احدھما: تکریر الامر والنھی، والمواعظ والقصص، والآخر: تبیین القول بجمیع جھالۃ-"(16)

"(اور ہم نے اس قرآن میں تصریف کی ہے) قرآن میں دو قول ہیں- ایک یہ کہ اس سے مراد ہے امر، نہی، مواعظ اور قصص کو بار بار دہرانا- دوسرے قول کے مطابق اس سے مراد ہے کلام کو ہر طریقے اور اسلوب سے بیان کرنا-"

مصنف نے تصریفِ آیات کی تفسیر کے بارے میں دو اقوال بیان کیے ہیں- پہلے قول کے مطابق اس میں امرونہی، مواعظ و قصص کا اعادہ شامل ہے- دوسرے قول کے مطابق قرآن پاک میں ہر قسم کے مضامین کو واضح کرنے کے لیے تصریفِ آیات کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے-

محمد طاہر بن عاشور نے کتاب التحریر والتنویر میں اس بارے میں لکھا ہے کہ :
"وتصریف الآیات: اختلاف انواعها بان تاتی مرة بحجج من مشاہدات فی السموات والارض، واخری بحجج من دلائل فی نفوس الناس، ومرة بحج من احوال الامم الخالیة التی انشاها اللّٰہ۔"(17)

"اور تصریف آیات کا مطلب ہے کسی مضمون کو الگ الگ آیتوں میں مختلف انداز اور اقسام سے بیان کرنا۔ کہیں آفاق کے مشاہدات سے استدلال کرنا، کہیں نفس انسانی کے حوالے سے دلائل دینا اور کبھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی گزشتہ اقوام کے حالات و واقعات سے دلائل مہیا کرنا۔ "

اس طرح ابن عاشور نے تصریفِ آیات کے جملہ مضامین کے علاوہ ان میں مظاہرِ فطرت کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

تصریف آیات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی ''مبادی تدبر قرآن'' میں لکھتے ہیں:
"تیسیر کا ایک نہایت اہم پہلو ایک ہی بات کو مختلف طریقوں اور پہلوؤں سے کہنا ہے تا کہ وہ بات اچھی طرح مخاطب کے ذہن نشین ہو جائے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں اس چیز کو 'تصریف آیات' کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس چیز کا ایک سے زیادہ مقامات میں ذکر فرمایا ہے--- تصریفِ آیات کا مطلب قرآن کے تدبر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک ہی بات مختلف اسلوبوں اورمختلف دلیلوں سے بیان ہوتی ہے اور ایک ہی حقیقت کو اس کے مختلف پہلوؤں سے واضح کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ آیاتِ قرآن کے لیے تصریف ریاح سے لیا گیا ہے۔ تصریف ریاح کی حقیقت کیا ہے؟ ایک ہی ہوا ہے لیکن اس کے تصرفات کی گونا گونی کی کوئی حد نہیں۔ وہ رحمت بھی ہے اور نعمت بھی۔ کبھی آہستہ چلتی ہے اور چمن میں پھولوں کو کھلاتی ہے اور کھیتوں میں فصلوں کو پکاتی ہے۔ کبھی سموم بن کر نمودار ہوتی ہے اور چمنستانوں اور باغوں کو دشت و صحرا بنا کر چھوڑ دیتی ہے ۔ کبھی بادلوں کو اپنے کندھے پر لاد کر لاتی ہے جو تمام زمین کو جل تھل کر دیتے ہیں، کبھی ان کو ہنکا کر لے جاتی ہے اور ان کو ہنکا کر لے جانے ہی میں زمین والوں کے لیے خیروبرکت ہوتی ہے ۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اور پھر سال کے مختلف مہینوں میں نہ جانے وہ کتنے بھیس بدلتی ہے اور اس کا ہر بھیس اس کائنات کی زندگی اور نشو ونما کے لیے ضروری ہوتا ہے ۔ وہ کبھی گرم ہوتی ہے، کبھی سرد ، کبھی خشک ہوتی ہے، کبھی تر، کبھی آندھی اور طوفان کی ہولناکی بن کر نمودار ہوتی ہے، کبھی نسیمِ صبح کی جاں

نوازی اور عطر بیزی بن کر۔ اللہ تعالیٰ نے اس تصریفِ ریاح کا مختلف مقامات میں ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ الذاریات اور مرسلات میں اس کے عجائب تصرفات کی قسم بھی کھائی ہے۔
بعینہ یہی حال قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا ہے۔ بعض اوقات ایک ہی آیت اتنے گوناگوں پہلو رکھتی ہے کہ ان سب کا احاطہ نا ممکن ہوتا ہے اور ایک ہی مضمون اتنی مختلف شکلوں میں نمودار ہوتا ہے کہ اس کا شمار کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی بات کو قرآن مجید تصریفِ آیات کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔"(18)

مذکورہ بالا مفسرین کے اقوال میں بظاہر کچھ اختلا ف سا محسوس ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک کی توجیہ و تفسیر ایک دوسرے کی تعریف کو مکمل کرتی نظر آتی ہے۔ مفسرین کرام کی مختلف توضیحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصریفِ آیات سے مراد قرآن مجید کا کسی ایک موضوع یا معنی کو متنوع اسالیب سے پیش کرنا ہے۔ وہ مختلف موضوعات توحید و رسالت، بعث و جزائے اعمال، قصص و امثال ، وعظ و عید وغیرہ ہیں۔ تصریفِ آیات میں مضمون کو مختلف انداز اور گوناگوں طریقوں سے پیش کیا جاتا ہے تا کہ تفہیم و تذکیر کا مقصد پورا ہو سکے اور مکرر کلام میں بھی تنوع، تازگی اور رنگا رنگی پیدا ہو جائے۔

قرآن پر تکرارِ محض کے نام سے اعتراض کا علمی جائزہ :

بعض غیر مسلموں نے قرآن مجید کے بارے میں اعتراض کیا ہے کہ اس میں تکرار پایا جاتا ہے۔ کبھی ایک ہی مضمون کو کئی مقامات پر دہرایا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک ہی تاریخی واقعہ دس جگہوں پر مذکور ہوا ہے اور اسی طرح ایک ہی آیت کئی بار آتی ہے جس سے طبیعت میں انقباض محسوس ہوتا ہے۔ کسی بھی عمدہ کلام میں تکرار عیب سمجھا جاتا ہے اور وہ فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے۔ اور چونکہ قرآن میں تکرار پایا جاتا ہے، اس لیے یہ اللہ کا کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ کلامِ الٰہی کو ہر قسم کے نقص سے پاک ہونا چاہیے اور فصیح و بلیغ ہونا چاہیے۔

اس سلسلے میں Bouquet نے لکھا ہے:

"As a book it is formless, full of repetitions, sometimes terse, more often rambling and prolix." (19)

"یعنی یہ (قرآن) کتاب کی حیثیت سے بالکل بے ترتیب و ربط ہے، تکرار سے بھری ہوئی ہے، کبھی مختصر ، کبھی مضمون یونہی گھومتے گھومتے طوالت اختیار کر لیتا ہے۔"

Bose نے اپنی کتاب "Mohammedanism" میں تحریر کیا ہے:

"I find one great defect in the composition of the Koran, There are many repetitions of the same matter in it. Like Heavenly joys and Hell fire and mentioned in Hundred times." (20)

"یعنی میں نے قرآن میں ایک بڑا نقص یہ پایا ہے کہ اس میں ایک ہی مضمون کی بہت تکرار ہے۔ جیسے جنت کی خوشیاں اور جہنم کی آگ کا سینکڑوں دفعہ ذکر ہے۔"

جو لوگ قرآن پر تکرار کا اعتراض کرتے ہیں، انہوں نے محض ترجموں کے ذریعے اس کا سطحی مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ ان کی کوتاہ فہمی، کم اندیشی اور غلط بینی ہے۔ ذیل میں ہم اس بے بنیاد اعتراض کا جائزہ لیں گے۔

تکرار کے ضمن میں سب سے پہلے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بعض اہلِ علم تو یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن حکیم میں تکرار پایا جاتا ہے۔

ابو زہرۃ 'المعجزۃ الکبریٰ القرآن' میں رقم راز ہیں:

"قد نجد فی القرآن تکرارا، وھو من تصریف البیان۔"(21)

"ہم قرآن میں تکرار پاتے ہیں مگر حقیقت میں وہ تکرار نہیں بلکہ تصریف آیات ہے۔"

خطیب اسکافی نے بھی قرآن میں تکرار کی نفی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اذا اعید الکلام لاسباب مختلفۃ لم یسم التکرار۔" (22)

"جب کسی ایک ہی کلام کو کئی مختلف مقاصد کے لیے لایا جائے تو اسے تکرار نہیں کہا جا سکتا۔"

الدکتور خالدی بھی قرآن میں تکرار کے قائل نہیں ہیں۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

"ولذلک نقول: لا تکرار فی القرآن۔" (23)

"اسی وجہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں تکرار نہیں ہے۔"

اسی طرح الواضح فی علوم القرآن میں ہے:

"ان التکرار فی القرآن لیس تکرار مطلقا۔" (24)

"قرآن میں تکرار مطلق (علی الاطلاق) تکرار نہیں ہے۔ "

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بھی قرآن میں تکرار کی نفی کی ہے۔'محاضراتِ قرآنی' میں ہے:

" قرآن مجید کا ایک اور اسلوب جس سے قرآن مجید کا ہر قاری مانوس ہے، وہ تصریف آیات ہے، کذلک نصرف الآیات۔۔۔ یعنی اس طرح ہم ان

آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ لوگ سمجھیں یہاں یہ واضح رہے کہ تصریف کے معنی تکرار کے نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں تکرار نہیں ہے بلکہ تصریفِ آیات ہے۔ تصریفِ آیات ایک مضمون کو پھیر پھیر کر نئے نئے انداز میں بیان کیے جانے کا نام ہے۔" (25)

سورۃ رحمان میں 'فبای آلا ربکما تکذبان' والی آیت بار بار آئی ہے اوریہ ظاہر میں تکرار ہی نظر آتا ہے۔ امام باقلانی اپنی کتاب 'الانتصار للقرآن' میں لکھتے ہیں:

"اماتکرار سورۃ الرحمان: فبای آلاءربکما تکذبان، فانہ ایضالیس بتکرار، لانہ عددلهم ضروبامن الانعام مختلفة۔" (26)

"جہاں تک سورۃ الرحمان میں آیت 'فبای آلاءربکما تکذبان' کا معاملہ ہے تو وہ بھی تکرار نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی قسم کی نعمتوں کا الگ الگ سے ذکر کیا ہے۔"

پھر جو اہل علم قرآن میں تکرار کے قائل ہوئے ہیں وہ پہلے تکرار کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ایک تکرار محمود اور دوسری تکرار مذموم اور پھر قرآن میں تکرار کو تکرار محمود قرار دیتے ہیں اور اسے تکرار مذموم سے پاک اور منزہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب بیان اعجاز القرآن میں لکھا ہے کہ : امام خطابی رقم طراز ہیں:

"واماما عابوہ من التکرار، فان تکرار الکلام علی ضربین: احدهما: مذموم: وهوماکان مستغنی عنہ غیر مستفادبہ زیادۃ معنی لم یستفیدوہ بالکلام الاول لانہ حینئذیکون فضلا من القول ولغوا، ولیس فی القرآن شی ءمن هذاالنوع۔" (27)

"جو لوگ کلام میں تکرار کو عیب قرار دیتے ہیں تو وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کلام میں تکرار دو طرح کا ہوتا ہے - ایک تکرار مذموم ہوتا ہے جس کی کلام میں نہ کوئی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کوئی فائدہ، اورنہ اس سے پہلے کلام کے معنی و مفہوم میں کچھ اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح کا تکرار فضول اور لا یعنی ہوتا ہے اور تکرار کی یہ قسم قرآن مجید میں ہر گز نہیں پائی جاتی۔"

ابوزھرۃ اس سلسلے میں لکھتے ہیں :

"مایتوهم فیہ التکرار انما هو تجدید المعنی لغایة اخری ومقصد آخر، انما التکرار المردود یکون فیما لوحذف المتوهم تکرارہ مانقصت الغایة، وما اختل بیان المقصد، وتکرار القرآن لیس علی هذا بل هو تکمیل لا بدمنہ، وتتمیم لا یسغنی عنہ۔" (28)

"قرآن میں تکرار کا جو وہم ہوتا ہے وہ اصل میں تکرار نہیں ہے بلکہ وہ کسی خاص مقصد و غایت کے لیے نئے معنی کا اضافہ ہوتا ہے۔ تکرارِ مردود وہ ہے جسے اگر عبارت سے حذف بھی کر دیا جائے

تو معنی میں کوئی فرق نہیں پڑے اور کلام کا مقصود بھی مجروح نہ ہو، جب کہ قرآن میں ایسے تکرار مردود کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔ قرآن میں جس طرح تکرار ہے وہ کلام کے مقصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہے اور اس کے بغیر مضمون کا مفہوم نا تمام رہتا ہے۔ "

احکام القرآن للجصاص میں ہے کہ :

"یصح تکرار المعنی الواحد بلفظین مختلفین فی خطاب واحد، ولا یصح مثلہ، بلفظ واحد۔" (29)

"کسی خطاب اور کلام میں ایک ہی معنی کے تکرار کے لیے دو مختلف الفاظ کا استعمال ہوتا ہے مگر ایک ہی معنی کے لیے کسی ایک لفظ کو دوبارہ لانا درست نہیں ہوتا۔"

گویا تکرار محمودیہ ہے کہ ایک ہی معنی کے لیے دو مختلف الفاظ لائے جائیں۔

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں بیان کیا گیا ہے:

"ان المطالب التی تکررت جات کل مرۃ بعبارۃ طریۃ جدیدۃ واسلوب جدید حتی یکون لہ وقع اکثر فی النفوس وامتع للاذھان والعقول، فلو کان التکرار مع اتحاد الافاظ والعبارات لکان شیئا من حقہ ان یکررویردوفحسب ولکنہ مع اختلاف التعابیر وتنوع الاسالیب مدعاۃ للتفکیر وخوض العقل واستجماع الخاطر۔" (30)

"قرآن میں مضامین کی تکرار کے باوجود ہر مضمون کو نئے الفاظ اور نئے اسلوب سے بیان کیا گیا ہے تا کہ اس کی دل نشینی اور لطف آفرینی میں اضافہ ہو اور طبیعت میں اکتاہٹ پیدا نہ ہو۔ اگر ایک جیسے الفاظ یا عبارت کو دہرا دیاجاتا تو اس تکرار کا اثر ختم ہو جاتا۔ لیکن ایک ہی مضمون ہر بار نئے انداز اور جدید اسلوب کے ساتھ آنے سے ذہن اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس پر غور و فکر کرتاہے۔ اس طرح وہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ "

امام زرکشی اپنی کتاب 'البرھان ' میں تکرار محمود پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد غلط من انکر کونہ من اسالیب الفصاحۃ، ظنا انہ لا فائدۃ لہ، ولیس کذلک، بل ھو من محاسنھا۔" (31)

"جو شخص تکرار کو بے فائدہ شے سمجھ کر اسے فصاحت کا ایک اسلوب نہیں مانتا وہ غلطی پر ہے کیونکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ تکرار ایسی چیز ہے جو فصاحت کے محاسن اور خوبیوں میں سے ایک ہے۔ "

امام غزالی 'جو اھر القرآن'میں لکھتے ہیں:

"والمقصودانہ لا مکرر فی القرآن، فان رءیت شیئا مکررا من حیث الظاہر، فانظر فی سوابقہ ولواحقہ، لینکشف لک مزید الفائدۃ فی اعادتہ۔" (32)

"مقصد یہ ہے کہ قرآن میں کوئی مکرر لفظ یا تکرار نہیں ہے۔ اگر تجھے بظاہر کوئی مکرر چیز نظر آتی ہے تو اگر اس کے سیاق و سباق پر غور کرے تو تجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اس تکرار میں کوئی نہ کوئی مزید فائدہ مضمر ہے۔"

ابن تیمیہ 'تکرار' کے بارے میں 'مجموع الفتاوی' میں رقم طراز ہیں:

"ولیس فی القرآن تکرار محض، بل لابد من فوائد فی کل خطاب۔"(33)

"قرآن میں تکرار محض نہیں ہے۔ بلکہ ایسا خطاب اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتا ہے۔ "

امام ابن تیمیہ کی رائے کے مطابق تکرار محض ایسا تکرار ہے جو مذموم ہو۔ اور قرآن میں ایسا تکرار نہیں پایا جاتا۔

محمد قطب اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"فاننا لا نجد فیہ تکرارا حقیقاً بالمعنی المفہوم من اللفظ، انما نجد ظاہرۃ اخری فی الحقیقۃ تستحق منا النظر من حیث ھی جمال النفی فی التعبیر، ومن حیث ہی لون من التاثیر الوجدانی فرید۔" (34)

"قرآن میں ایسا تکرار نہیں پایا جاتاجو کسی جگہ ایک ہی معنی کے لیے کئی الفاظ استعمال کیے گئے ہوں۔ بلکہ جسے ظاہری طور پر تکرار سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں تعبیر کا فنی جمال ہے اور وہ بے مثال و جدانی اثر کا رنگ ہے۔ "

گویا محمد قطب کے نزدیک قرآن میں تکرار محض نہیں پایا جاتا بلکہ اس میں جسے سطح بیں نگاہیں تکرار کہتی ہیں وہ اصل میں پرتاثیر الفاظ ہیں جو کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں۔

عربی زبان وادب میں الفاظ کا تکرار بعض مواقع پر فصاحت و بلاغت کہلاتا ہے جو کہ کلام کا عیب نہیں ہوتا بلکہ اس کی خوبی ہوتی ہے۔ عربی نظم و نثر میں اس کی مثالیں عام ہیں۔ جیسا کہ تکرار محمود کی ایک مثال عربی زبان کا یہ مصرع ہے جسے بہت سے اہلِ عالم مثلاً ابن قتیبہ اورباقلانی نے نقل کیا ہے:

کم نعمۃ کانت لکم، کم کم کم و کم

"تمہارے لیے کتنی ہی نعمتیں تھیں، کتنی ہی، کتنی ہی، کتنی ہی۔"

اس مصرع میں کم (کتنی ہی) کا لفظ چار بار آیا ہے مگر یہ تکرارِ محمود کے ذیل میں آتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا لسانی عیب نہیں پایا جاتا۔

اسی طرح عربی شاعر کا یہ مصرع بھی ہے:

اذا قل مال المرءقل صدیقہ

"جب آدمی کا مال کم ہوجائے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں۔ "

اس مصرعے میں قل (کم ہونا) کا لفظ دو بار آیا ہے مگر یہ تکرار محمود ہے کیونکہ دونوں جگہ یہ لفظ اپنے مختلف معنوں میں آیا ہے۔

عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی الفاظ کے تکرار کا اسلوب مستعمل ہے اور اسے کلام کی خوبی سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ فارسی زبان کا ایک مشہور شعر ہے:

گر تومی خواہی کہ باشی خوش نویس
می نویس و می نویس و می نویس

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں 'می نویس' تین بار تکرار کے ساتھ آیا ہے جو تاکید اور حصر کا فائدہ دیتا ہے اور اس میں فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے۔

علامہ اقبال کا ایک شعر ہے:

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر
کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات

یہ شعر اقبالؒ کی آخری زمانے کی کہی ہوئی نظم 'مسجد قرطبہ' میں سے لیا گیا ہے اور اس کے دوسرے مصرعے میں کارِ جہاں بے ثبات کو تکرار کے ساتھ دوبار لایا گیا ہے تا کہ کلام میں تاکید، زور اور حصر پیدا ہو جائے کہ انسان اور اس کے ہنروفن کے کمالات سب عارضی اور فانی ہیں۔ اسی طرح جگر مراد آبادی کا ایک مشہور شعر ہے۔

لاکھ ستارے ہر طرف، ظلمت شب جہاں جہاں
ایک طلوع آفتاب، دشت و چمن سحر سحر

انسانی کلام اور کلامِ الٰہی میں ایک فرق یہ ہے کہ انسان کا کلام خطا سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ بعض اوقات تکرار محض سے کام لیتا ہے جو دوسروں کو نہایت ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں 'تاویل مشکل القرآن' میں آئی ہیں۔ مثلاً عطشان نطشان ، حسن بسن اور شیطان لیطان کہنا۔ عطشان کا مطلب پیاسا ہے لیکن اس کے ساتھ نطشان

بے معنی لفظ ہے۔ اسی طرح بسن اور لیطان بھی مہمل الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کا کوئی مقصد نہیں، لہٰذا یہ تکرارِ مذموم ہے۔

قرآن جو کہ کلامِ الٰہی ہے، تکرار مذموم سے بالکل پاک اور منزہ ہے اور اس میں کوئی لفظ غیر ضروری اور بے محل و مقصد استعمال نہیں ہوا اور یہی اس کا معجزہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کے مضامین کی تصریف کو عام طور پر تکرار کا نام دیاگیاہے۔ ہماری رائے میں تصریفِ آیات کی اصطلاح کو چھوڑ کر اس اسلوب کے لیے تکرار کی اصطلاح وضع کرنا ہی مناسب نہ تھا کیونکہ اسی وضعی اصطلاح کے نتیجے میں مخالفین اور بے دین لوگوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ تکرار کے عمومی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن حکیم میں تکرار پائے جانے کا اعتراض کر سکیں اور وہ اس کے وحی ہونے کا انکار کر دیں۔ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جس میں کسی عیب کا پایا جانا نا ممکن ہے لہٰذا جو لوگ قرآن میں تکرار دیکھتے ہیں تو یہ دراصل ان کی سطح بینی اور کم نگاہی ہے۔ قرآن مجید کے مضامین میں جو بظاہر تکرار نظر آتا ہے، وہ دراصل تصریف کے اسالیب کے ضمن میں آتا ہے۔ علاوہ ازیں خود قرآن حکیم میں ا س کے لیے تصریفِ آیات کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ تکرار کی اصطلاح استعمال نہ کریں بلکہ قرآنی اصطلاح کو برقرار رکھتے ہوئے مضامین کی اس رنگا رنگی کو تصریف قرار دیں۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تصریفِ آیات کی اصطلاح کے بعد ان غیر مسلموں کی زبانیں بھی بند ہو سکتی ہیں جنھوں نے تکرار کو عیب بنا کر قرآن پاک پر بے جا اعتراض کیا ہے۔

تصریف آیات کی اقسام مع امثلہ:

کتاب 'المعجزۃ الکبریٰ القرآن' میں تصریفِ آیات کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں:

"ان التصریف فی القرآن علی ضربین: احد ھما فی المعانی، وثانیھما: فی الافاظ والاسالیب۔" (35)

"قرآن میں دو طرح کی تصریف پائی جاتی ہے۔ ایک معانی میں تصریف اور دوسری الفاظ اور اسالیب میں تصریف۔"

لہٰذا تصریفِ آیات کو تصریفِ لفظی اور تصریفِ معنوی میں منقسم کیا جا سکتاہے۔

۱۔ تصریفِ لفظی:

تصریفِ لفظی قرآن حکیم کا وہ اسلوبِ بیان ہے جس میں ایک جیسے الفاظ کو بار بار لایا جاتا ہے۔ ان الفاظ کو دوبارہ لانے کا مقصد

کسی خاص معنویت کو مختلف پیرائے اظہار اور سیاق و سباق کے ساتھ بیان کرنا ہوتا ہے۔

تصریف لفظی کی بعض صورتیں:

تصریفِ لفظی کی کئی صورتیں ہیں، جن کی وضاحت امثال کے ذریعے ذیل میں کی جائے گی۔

صورتِ اول:

تصریفِ لفظی کی اول صورت یہ ہے کہ ایک ہی آیت کوکسی دوسرے مقام پر دوبارہ لایا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ المرسلات میں ویل یومئذ للمکذبین کی آیت کو کئی بار دہرایا گیا ہے۔

اس کے بارے میں امام باقلانی اپنی کتاب 'الانتصار للقرآن' میں قلمبند کرتے ہیں:

"فاما قولہ تعالی فی المرسلات: (ویل یومئذ للمکذبین) فھو: انہ ذکر فیھا، تعالی امراً بعد امر من خلقھم واھل اکفر والطغیان من عبادہ خلفھم بسلفھم ثم قال عقیب کل شی ءیذکرہ من ذلک فویل یومئذ للمکذبین بھذا الشی ءالاول، الذی ذکرتہ، ثم ویل یومئذ للمکذبین بالشی ءالثانی الذی ذکرتہ، فالویل الثانی غیر الویل الاول وربما کان لغیر من لہ الویل الاول کان: المکذب بالویل الاول مما ذکرہ غیر المکذب الثانی۔" (36)

"سورۃ مرسلات میں جو اس آیت کو بار بار دہرایا گیا ہے کہ 'ویل یومئذ للمکذبین' تو یہ ہر بار کسی نئی بات یا نئے مضمون کے بعد آئی ہے۔ کہیں انسانوں کی تخلیق اور کہیں کفار کے کفر و سرکشی کا مضمون بیان کرنے کے بعد یہ آیت وارد ہوئی ہے۔ اس طرح ہر مضمون کے لیے الگ الگ آیت کا مفہوم ہے۔ کبھی کسی گذشتہ بات کے لیے اور کبھی آئندہ بات کے لیے یہ آیت دلالت کرتی ہے۔"

صورتِ دوم:

تصریف ِ لفظی کی دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن میں ایک ہی آیت دوسری جگہ کچھ الفاظ کی کمی بیشی یا معمولی تبدیلی یا تقدیم و تاخیر کے ساتھ آتی ہے۔ مثلاً سورۃ القیامۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی ۔ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی۔" (37)

"ہلاکت ہے تیرے لیے پھر ہلاکت ۔ ہاں ہلاکت ہے تیرے لیے پھر ہلاکت ۔ "

اس مثال میں دوسری آیت میں 'ثم' کے لفظ کا اضافہ ہے۔ اور یہ بظاہر میں تکرار نظر آتا ہے مگر حقیقت میں یہ تصریف ِ آیات ہے۔

خطیب اسکافی اس بارے رقم طراز ہیں:

"فالاول یرادبہ الھلاک فی الدنیا، والثانی بعدہ یرادبہ الھلاک فی الآخرۃ۔"(38)

"اس میں پہلی ہلاکت کا تعلق دنیا کی زندگی ہے اور دوسری ہلاکت آخرت سے متعلق ہے۔"

صورتِ سوم:

تصریفِ لفظی کی تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آیت کے ٹکڑے پر مشتمل الفاظ کسی دوسری آیت میں بھی بالکل اسی طرح یا معمولی تبدیلی کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں۔

جیسے سورۃ الذاریات میں فرمانِ الٰہی ہے:

" فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ" (39)

"پس دوڑو اللہ کی طرف، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔"

اس کی اگلی آیت میں پھر فرمایا گیا:

" وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ " (40)

"اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسر ا معبود ، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ "

ان دونوں آیا ت میں 'اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ' دوبار آیا ہے اور اسے بظاہر تکرار سمجھا جا سکتا ہے لیکن خطیب اسکافی نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے:

"فالنذراۃ الاولی متعلقۃ بترک الطاعۃ الی المعصیۃ، والثانیۃ متعلقۃ بالشرک الذی ھو اعظم المعاصی، واذا کانت متعلقۃ بغیر ماتعلقت بہ الاول لم یکن ذلک تکرارا۔" (41)

"پہلا ڈراوا اطاعت نہ کرنے اور گناہ کرنے سے متعلق ہے۔ دوسرے ڈراوے کا تعلق شرک سے ہے جو کہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ پھر جب ہر ڈراوے کا تعلق دو مختلف اشیاءسے ہے تو ان میں تکرار باقی نہ رہا۔"

گویا 'اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ' کی عبارت دونوں مرتبہ مختلف مضامین کے اظہار کے لیے آئی ہے لہذا یہ تکرار نہیں ہے۔

صورتِ چہارم:

اس صورت میں آیت کے اندر الفاظ کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ کبھی بعینہ اسی لفظ کو آیت میں دوبارہ لایا جاتا ہے اور کبھی صیغے کی تبدیلی کے ساتھ آتا ہے۔

جیسے سورۃ آلِ عمران میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

" شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ "(42)

"اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ، اور فرشتوں نے بھی اور اہلِ علم نے بھی راستی اور

انصاف کے ساتھ یہی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں - وہی زبردست ہے، حکمت والا ہے-"

اس آیت میں 'لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ' دو بار آیا ہے- اس کو دوبارہ لانے کی حکمت کی نشاندہی کرتے ہوئے زین الدین ابو عبداللہ نے لکھاہے-

"الاول قول اللّٰہ تعالی والثانی حکایۃ قول الملائکۃ واولی العلم-" (43)

"اس میں پہلی عبارت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے قول سے ہے اور دوسری عبارت فرشتوں اور اہلِ علم کے حوالے سے بیان کی گئی ہے- "

ب- تصریفِ معنوی:

تصریفِ معنوی وہ اسلوبِ بیان ہے جس میں قرآن اپنے خاص موضوع کو مختلف پیرائیہ اظہار و الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے- اس سے مقصود موضوع کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کی یاددہانی اور قلوب میں اس کو راسخ کرنا ہوتا ہے-

تصریفِ معنوی کی چند صورتیں:

صورتِ اول:

اس میں ایک ہی مضمون کو مختلف الفاظ و اسالیب کے ساتھ موقع و محل کی مناسبت سے بیان کیا جاتا ہے- مثلاً توحید الوہیت کے اثبات میں قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ " (44)

"اور میں نے جن اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں-"

اسی مضمون کو سورۃ طٰہٰ میں مختلف الفاظ کے ساتھ یوں بیان کیا گیا- فرمانِ الٰہی ہے:

" اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ " (45)

"بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اللہ نہیں- لہٰذا میری ہی عبادت کرو-"

ان دونوں آیات میں توحید ہی کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے لیکن الفاظ اور اسلوب میں فرق نمایاں ہے-

صورتِ دوم:

اس صورت میں ایک ہی مضمون کو مختلف آیات میں بیان کیا جاتا ہے- ان آیا ت میں وارد ہونے والے الفاظ میں کسی حد تک مناسبت پائی جاتی ہے یعنی مضمون ایک ہی رہتا ہے لیکن الفاظ ملتے جلتے استعمال کیے جاتے ہیں-

مثال کے طور پر سورۃ الانعام میں فرمانِ الٰہی ہے:

"وَلاَ تَقتُلُوا اَولاَدَکُم مِّن ملاَقٍ نَّحنُ نَرزُقُکُم وَ ِیَّاہُم"(46)

"اور اپنی اولاد کو مفلسی سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی۔"

سورۃ الاسراءمیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ " (47)

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی روزی دیں گے اور تم کو بھی۔"

ان آیات کے بارے میں 'درۃ التنزیل وغرۃ التاویل' میں ہے:

"فاما قولہ فی سورۃ الانعام: (نحن نرزقکم وایاھم) فلان قبلہ: (ولا تقتلوا اولادکم من املاق) ای: من اجل املاق وانقطاع مال وزاد، وھذا نھی عن قتلھم مع فقرھم وخوفھم علی انفسھم اذا لزمتھم موونۃ غیر ھم، فکانہ قال: الذی یدعوکم الیہ من حالکم فی انفسکم ثم فی غیر کم لا یجب ان تشفقوا منہ فانی ارشقکم وایاھم۔

واما الآیۃ الثانیۃ فانہ قال فیھا: (خشیۃ املاق) والاملاق غیر واقع، فکانہ قال: خوف الفقر علی الاولاد، وکان عقب ھذا ازالۃ الخوف عنہم، ثم عن القاتلین، ای: لا تقتلوھم لما تخشون علیھم من الفقر، فاللہ یرزقھم وایاکم، فقدم فی کل موضع من الموضعین مااقتضی تقدیمہ، واخر مااقتضی الموضع تاخیرہ واللہ اعلم۔ (48)

"سورۃ الانعام میں جو یہ آیا ہے کہ نحن نرزقکم وایا ھم تو اس سے پہلے کے الفاظ یہ ہیں: ولا تقتلوا اولادکم من املاق۔ گویا مفلسی یا مال و رزق کی کمی سے ان کو قتل نہ کرو۔ اس طرح یہ نہی کا حکم خود والدین کے فقروفاقہ اور اندیشہ سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی موجودہ غربت کی حالت کے سبب سے ان کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ اب بھی میں ہی تمہیں بھی اور ان کو بھی روزی دیتاہوں۔

دوسری آیت میں 'خشیۃ املاق' کے الفاظ آئے ہیں جس سے مراد مستقل کا موہوم خطرہ ہے کہ کہیں بعد میں غربت اور مفلسی کی حالت پیدا نہ ہو۔ اس لیے آئندہ کے اندیشے کی خاطر اولاد کو قتل نہ کرو کہ اللہ ان کو بھی روزی دے گا اور تم کو بھی۔ اس سے صاف واضح ہے کہ دونوں مقامات پر مضمون کا تقاضا الگ الگ ہونے کی وجہ سے الفاظ میں کمی بیشی رکھی گئی ہے۔ "

اوپر کی تفصیلی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں مضامین کا جو بظاہر تکرار نظر آتا ہے وہ اصل میں تصریفِ آیات ہے جس کا مقصد قرآن کے مختلف موضوعات جیسے عقائد، قصص و امثال، احکام اور وعد و وعید وگیرہ کو مختلف اور متنوع اسالیب میں

پیش کرنا ہے تا کہ ہر ذہنی سطح کا انسان اسے سمجھ کر ہدایت حاصل کر سکے۔

حوالہ جات و حواشی

1. راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، دارالقلم، الدارالشامیة ، دمشق، بیروت، 1412ھ، ص:482
2. ایضاً
3. ابن منظور، افریقی، لسان العرب، دارصادر، بیروت، 1414ھ، مادہ: ص ر ف۔
4. رازی ، فخر الدین، مفاتیح الغیب، داراحیاء، التراث العربی، بیروت، 1420ھ، ج: 20، ص:345
5. الباقلانی، ابو بکر، محمد بن طیب، اعجاز القرآن ، المحقق، السید احمد صقر، دارالمعارف، مصر، 1997ء، ج:1، ص: 272
6. السلجماسی، محمد قاسم، المنزع البدیع فی تجنیس اسالیب البدیع، تحقیق: علال الغازی، مکتبة المعارف، 1401ھ، ص:499-500
7. شوکانی، محمد بن علی ، الفتح القدیر، دارابن کثیر، دارالکلم الطیب، بیروت، 1414ھ، ج: 2، ص:134
8. ابو حفص سراج الدین عمر، الدمشقی النعمانی، اللباب فی علوم القرآن، المحقق: عادل احمد عبدالموجود، شیخ وعلی محمد معوض، شیخ دارالکتب العلمیة، بیروت، 1419ھ، ج:12
9. اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009ء، ج:4، ص:507
10. طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری)، محقق: احمد محمد شاکر، موسسة الرسالة،1420ھ، ج:22، ص:132-
11. ثعلبی، احمد بن محمد، ابو اسحاق، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (تفسیر الثعلبی)، محقق: الامام ابی محمد بن عاشور، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، 1422ھ، ج:9، ص:18-
12. رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، داراحیاءالتراث العربی، بیروت، 1420ھ، ج:12، ص:536-
13. شوکانی، محمد بن علی، فتح القدیر، دار ابن کثیر، دارالکلم الطیب، دمشق، بیروت، 1414ھ، ج:5، ص:29-
14. محمد علی الصابونی، صفوة التفاسیر، دارالصابونی للطباعة والنشر والتوزیع، القاہرة،1417ھ، ج:3، ص:186-
15. الجزائری، جابر بن موسی، ایسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة، 1418ھ، ج:5، ص:62-

16.السمعانی، ابو المظفر، منصور بن محمد، تفسیر القرآن، محقق: یاسر بن ابراہیم، غنیم بن عباس بن غنیم، دارالوطن، الریاض، 1418ھ، ج:3، ص:243-
17.ابن عاشور، محمد طاہر، التحریر والتنویر، الدارالتونسیة للنشر، تونس، 1984ء، ج:7، ص:235-
18.اصلاحی، امین احسن، مولانا، مبادی تدبر قرآن، دارالاشاعة الاسلامیہ، لاہور، 1971، ص:127-128-
19. Bouquet, A.C, Sacred Books of the World, Cassell and Company Ltd, London, 1962, P-280 .
20.Bose, Basanta Commar, Mohammedanism, The Book Co. Ltd. Calcutta, 1931, P-7 .
21.ابو زھرة، محمد بن احمد، المعجزة الکبریٰ القرآن، دارالفکر العربی، س-ن، ص:119-
22.خطیب اسکافی، ابو عبداللّٰہ محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، محقق: محمد مصطفی آیدین،د ، جامعة ام القری، مکة المکرمة، 1422ھ، ج:1، ص:415-
23.خالدی، صلاح عبدالفتاح، القرآن و نقض مطاعن الرھبان، دارالقلم، دمشق، 1428ھ، ج:1، ص:569-
24.مصطفی دیب، الواضح فی علوم القرآن، دارالکلم الطیب، دمشق، 1418ھ، ص:119-
25.محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضراتِ قرآنی، الفیصل ناشران، لاہور،2009ء، ص:335-
26.باقلانی، محمد بن طیب، الانتصار للقرآن، تحقیق: محمد عصام القضاة،د ، دارالفتح، عمان، 1422ھ، ج:2، ص:807-
27.خطابی، ابی سلیمان حمد، بیان اعجاز القرآن، محقق: محمد خلف اللہ محمد زغلول سلام، دارالمعارف، مصر، س-ن، ص:52-
28.ابو زھرة، المعجزة الکبریٰ القرآن، ص:139-
29.جصاص ، ابو بکر، احکام القرآن، محقق: عبدالسلام محمد علی، دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان، 1415ھ، ج:1، ص:195-
30.دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، دارالصحوة، القاھرة،1407ھ، ص:160-
31.زرکشی، بدرالدین، البرھان فی علوم القرآن، المحقق: محمد ابو الفضل ابراہیم، داراحیاءالکتب العربیة، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکائہ،1376ھ، ج:3، ص:9-

32.غزالی، ابو حامد محمد، جواہر القرآن، محقق: محمد رشید رضا القبانی، دکتور، داراحیاءالعلوم، بیروت، 1406ھ، ج:1، ص:68-
33.ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس، مجموع الفتاوی، محقق: عبدالرحمن بن محمد، مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف، المدینة النبویة، 1995ء، ج:14،ص:408-
34.محمد قطب، دراساتِ قرآنیہ، دارالشروق، ص:253-
35.ابو زهرة، محمد بن احمد، المعجزة الکبریٰ القرآن، ص:117-
36.باقلانی، محمد بن طیب، الانتصار للقرآن، محقق: محمد عصام القضاة، دارالفتح، عمان، 1422ھ، ج:2، ص:805-
37.القیامة، 75: 34-35
38.خطیب اسکافی، ابو عبدالله محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، ج:1، ص:1312-
39.الذاریات، 51: 50
40.الذاریات، 51: 51
41.خطیب اسکافی، ابو عبدالله محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، ج:1، ص:1209-
42.آلِ عمران، 3: 18
43.زین الدین ابو عبداللہ، انموذج جلیل فی اسئلة واجوبة عن غرائب آی التنزیل، محقق: عبدالرحمان بن ابراہیم، د،دارعالم الکتب، الریاض، 1413ھ، ص:41-
44.الذاریات، 51: 56
45.طٰہٰ، 20: 14
46.الانعام، 6: 151
47.الاسراء، 17: 31
48.خطیب اسکافی، ابو عبدالله بن محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، ج:2، ص:561-562-